"لطائف اکبری" ایک نادر ملفوظ

خواجہ علی اکبر مودودی (۱۲۰۹) کے احوال و واقعات

از مفتی محمد رضا انصاری فرنگی محلی، استاذ شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

سماع کے بارے میں | نواب اللہ یار خاں بہادر نے عرض کیا کہ "تو کیا اخوند درویزہ نے جو جا بجا لکھا ہے کہ، یہ کرے گا تو کفر وہ کرے گا تو کفر وغیرہ وہ سب صحیح ہے؟" فرمایا "اخوند نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب فقہی فتاوی میں بھی مذکور ہے اور اس سے مراد قریب بہ کفر کے ہے!"۔

........اللہ یار خاں نے پھر عرض کیا کہ اخوند نے لکھا ہے کہ "جو شخص سماع اور گانا سنتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میرے پیر سنتے تھے ان کی تقلید میں میں بھی سنتا ہوں" ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے، فرمایا "شاید اس پہلو سے ہو کہ تقلید صرف معصوم کی کرنا چاہئے نہ کسی غیر معصوم کی، تو چونکہ معصوم یعنی پیغمبر کی تقلید کو چھوڑ کر وہ غیر معصوم کی تقلید کا مدعی ہوا یا اپنے پیر کو معصوم قرار دیا تو دونوں صورتوں میں وہ کافر ہو جائے گا۔"

نواب محبت خاں بہادر نے عرض کیا کہ اخوند مذکور نے تو یہ تک تحریر کیا ہے کہ سماع حرام ہے؟ - فرمایا "ان کا یہ قول، مقید پر محمول ہوگا یعنی وہ سماع حرام ہے جس کے ساتھ فواحش لگے ہوں"۔ نواب محبت خاں نے عرض کیا، "تو انھوں نے اس کی صراحت کیوں نہیں کردی؟ فرمایا" یہ مطلب تو اس عبارت کا ہے ہی، جس کے لئے متن کا قرینہ موجود ہے۔

تفضیل حضرت علیؓ | اس کے بعد نواب محبت خاں نے اخوند درویزہ کی کتاب جس کا نام مخزن

ہے نکلوائی۔ اس میں عجیب عجیب مسائل درج ہیں۔ نواب صاحب ان عجیب وغریب مسائل کو خواجہ مودودی کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے۔ کتاب جیسے ہی کھولی جو صفحہ سامنے آیا اس میں لکھا تھا کہ جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دوست رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس لئے ان کو دوست رکھتا ہوں کہ وہ میرے پیران پیر ہیں یا میرے جد امجد ہیں تو ایسا شخص رافضی ہے۔

فرمایا" رفض کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس شخص نے حضرت علی کو دوست رکھنا کیوں اختیار کیا بلکہ وجہ رفض وہ جہت ہے جس جہت سے اس نے حضرت علیؓ کی دوستی کو اختیار کیا ہے، اس لئے کہ حضرت علیؓ کو دوست رکھنے کی وجہ اور جہت یہ ہونا چاہئے کہ وہ خلیفۂ رسولؐ ہیں اپنی حقیقی چچیرے بھائی، داماد رسولؐ ہیں، اور دوسرے ذاتی کمالات رکھتے ہیں، نہ کہ اپنی طرف سے جہت دوستی کا تعین، جہت دوستی میں حضرت رسالت مآب اور حضرت علیؓ کے رشتوں کو پیش نظر ہونا چاہئے نہ کہ اپنی ذات تو اخوند کا یہ قول، یہ مطلب نہیں رکھتا ہے کہ حضرت علیؓ کی محبت بہر نوع موجب رفض ہے......، لطائف اشرفی کے مقدمہ میں "فتاویٰ جامع العلم" سے نقل کیا گیا ہے " لا یلام الرجل علی حب ابویہ و صل حمہما اما بزبان آوردن مستحسن نبود" (یعنی اپنے والدین سے محبت رکھنے اور ان کی خوبیوں کے اعتراف کرنے پر کسی شخص کو ملامت نہیں کرنا چاہئے، ہاں اس کا ذکر زبان پر لانا پسندیدہ امر نہیں ہے) اخوند کو رکی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تمام صحابہ اور تمام اہل بیت سے افضل ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمانؓ ان کے بعد حضرت علیؓ، خواجہ مودودی نے فرمایا: "ٹھیک یہی مسلک ہے جمہور اہل سنت وجماعت کا"

آیت تطہیر اس کے بعد آیۃ تطہیر پر گفتگو کے دوران (مختلف تفسیروں اور حدیث کی روایتوں کے حوالے دے کر کہ کس کے نزدیک اس سے کون کون مراد ہے) فرمایا: شیخ محی الدین ابن عربی نے تمام سادات کو مراد لیا ہے...... ہمارے نزدیک حق وہی ہے جو

شیخ کی رائے والعلم عند اللہ... ص ار ۱۰۱ تا ۱۴۳

تقاضائے احتیاط (......حضرت علیؓ کے ذکر کے دوران) فرمایا " اہل بیت اطہار (علی جدھم وعلیہم السلام والصلوٰۃ) کی محبت درحقیقت ہمارا عین ایمان ہے اور ہر مومن ومسلم کا عین ایمان ہے اور فرقۂ صوفیا کے جسم وجان ودل بلکہ ایک ایک رواں ہزار زبان سے اہل عصمت وطہارت کی مدح میں مشغول رہتا ہے اور ان کی محبت ہمہ وقت تروتازہ رہتی ہے لیکن اس زمانہ میں اور خاص کر اس شہر (یعنی لکھنؤ) میں جو تشیع کے انتہائی غلو سے معمور ہے احتیاط پیش نظر رہنا چاہئے اور ایسی بات زبان سے کم نکالنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک وہ متہم ہو جائے اور اہل تشیع کے یہاں کسی اور بات کا گمان اس کے بارے میں کیا جانے لگے جس کے نتیجہ میں اس شخص کا معاملہ مشتبہ ہو جائے ، تو ایسی ہی باتیں کہنا چاہئے جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی من حیث الجماعت ، مدح پر مشتمل ہوں ، کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدح عین مدح حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی ہے ۔ اور حضرت علیؓ کی مدح عین مدح حضرت عمرؓ کی ہے .... "

اس کے بعد فرمایا " ایک روز فقیر نے ایک کتاب پر حاشیہ لکھتے ہوئے اتفاق سے عبدالرحمٰن ابن ملجم کا نام لکھا اور اس کے آگے تاب اللہ علیہ ، (اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے) لکھ دیا ایک عالم صاحب موجود تھے ۔ بحث کرنے لگے کہ یہ مذہب اہل سنت کے خلاف ہے ، یہ خوارج کا مذہب ہے ، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے قاتل کو بدبختی میں حضرت صالحؑ کی اونٹنی کو ذبح کرنے والے قدار ابن سالف سے تشبیہ دی ہے ، عرض کیا جیسا آپ فرماتے ہیں درست ہے لیکن میں اپنے جد امجد حضرت علیؓ کے طریقہ پر عمل پیرا ہوں ۔ اس کے سوا اور کچھ میرا مقصود اس جملہ کے لکھنے سے نہیں ہے ۔ اگرچہ اس کی توبہ قبول ہونے کا واقعہ نہیں پیش آئے گا لیکن میرا طریقہ ٹھیک آں امام برحق (حضرت علیؓ) کا طریقہ ہے ، آپ نے سنا ہوگا کہ جب مشروب اور کھانا آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے پہلے اسی بدبخت کے پاس اسے بھجوایا ، اس نے نہیں

دایا تب آپ نے نوش فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ کیا کروں، قسمت ہی میں اس کے یہی ہے ورنہ روزہ یہ کھانا کھالیتا تو پھر میں اس وقت جنت میں داخل نہ ہوتا جب تک اس کو (اپنے قاتل کو) ساتھ نہ لے لیتا

اس کے بعد فرمایا "ایک روز الہ آباد میں ایک شخص فقیر کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ یسپر حاکم شام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ میں نے کہا "جو بھی اسے آپ کہیں اس سے بھی وہ بدتر ہے زیں کچھ نہیں کہتا مجھے اس سے کیا سروکار ؟ میں اس کا نام اپنی زبان پر کیوں لاؤں۔ مجھے اسکا نام لینے تک سے کراہیت آتی ہے" وہ شخص سختی پر اتر آیا، میں نے کہا "جھگڑا کرنا چاہتے ہو جس سے ایسی بدترین حرکت ہوئی اس تک سے منازعت ومخاصمت ظاہر کرنے کا یہاں سوال نہیں تو تم ایسے مسلمان سے جھگڑنے کا کیا سوال ؟ .... ص ۱۳۱ - ۱۳۲

صحیح بخاری اور صحیح مسلم | (..... شیخ ابو الفتح سے باغ فدک کے مسئلے میں طویل بحث کے دوران شیخ ابو الفتح کے اس کہنے پر کہ اہل سنت کی کتابوں، بخاری اور مسلم میں بھی یہ روایت ملتی ہے کہ باغ فدک کے دعوے کے مسترد کر دیئے جانے کے بعد ان معصومہ (حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا) نے حضرت ابوبکرؓ سے ترک کلام فرمادیا اور وقت وفات وصیت فرمائی کہ رات ہی کو انہیں دفن کردیا جائے اس لئے کہ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ حضرات شیخینؓ ان کے جنازے میں شریک ہوں.....)

فرمایا "صحیح ہے کہ ایسی روائتیں اہل سنت کی کتابوں میں ملتی ہیں، لیکن اہل سنت کی یہ سب کتابیں حدیث صحیح، حدیث حسن اور حدیث ضعیف وغیرہ تمام اقسام حدیث پر مشتمل ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ اس مسئلے سے متعلق احادیث میں الحاق ادخال اور من گھڑت کا دخل ہو سکتا ہے یا نہیں، یہ تو ہو ہی سکتا ہے کہ اس مسئلہ میں جو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں وہ اس زمرے کی حدیثیں ہوں جو قابل اعتبار اور لائق حجت نہیں ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اہل سنت کے محدثین کا اتفاق ہے کہ بخاری اور مسلم میں بھی غیر صحیح حدیثیں (تمام اقسام کی) پائی جاتی ہیں۔ ان دونوں کتابوں کو "صحیح بخاری" اور "صحیح مسلم" جو کہا جاتا ہے تو اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کتابوں کی اکثر و بیشتر حدیثیں

صحیح ہیں (نہ کہ سب کی سب) ....." ص ۹۲

قاضی گھاسی[1] "........ اس کے بعد قاضی صدر الدین کا ذکر ہونے لگا جو قاضی گھاسی کے نام سے مشہور ہیں، فرمایا "حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادیؒ اپنے عزیزوں کے سلوک سے بد دل ہو کر اپنے وطن صدر پور سے حج کے ارادے سے چل دیئے، الہ آباد پہنچے اور دریا کے کنارے قیام کیا۔ قاضی گھاسی نے جو الہ آباد کے قاضی کے بیٹے تھے دوپہر کو سوتے میں دیکھا ایک درویش دریا کے کنارے ایک شامیانے کے نیچے بیٹھا مشکوۃ شریف پڑھا رہا ہے، جب قاضی زادہ اس کے پاس گیا تو درویش نے حال احوال پوچھ کر دریافت کیا کہ پڑھتے کیا ہو، جواب میں اس نے بتایا کہ میں کیا پڑھتا ہوں .... پوچھا "خدا کو پہچانتے ہو؟" اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس سوال کا مطلب ڈال دیا اور میں نے کہا "پہچانتا ہوں" درویش نے کہا "بیان کرو (کیا جانتے ہو) میں نے ایک دلیل پیش کی اس درویش نے رد کر دی۔ میں نے اس کا جواب دیا پھر اس نے اعتراض کر دیا۔ اس طرح بحث و تکرار چلتی رہی بالآخر ایک مرحلے پر ٹھہر گئی اور قاضی زادہ درویش کے قدموں پر گر پڑا اور بیعت کی درخواست کی جو قبول ہوئی۔ اس درویش کے ہاتھ پر توبہ کر لی۔ آنکھ کھلی تو دل میں سخت ہیجان برپا تھا۔ کچھ چاندی کچھ سونے کے سکے لیئے اور قاضی زادہ اس درویش کی تلاش میں نکل پڑا جسے خواب میں دیکھا تھا، دریا کے کنارے گیا تو ویسا ہی شامیانہ دیکھا جیسا خواب میں دیکھا تھا، شامیانے کے اندر گیا تو درویش کو بیٹھے دیکھا اور مشکوۃ کے درس میں مشغول، قاضی زادے نے خواب میں جو کچھ دیکھا تھا درویش سے بیان کیا اور چاندی سونے کے جو سکے (درہم و دنانیر) لایا تھا وہ درویش کے نذر کیئے اس کے ہاتھ پر توبہ کی اور گھر واپس چلا آیا

---

[1] بانی درس نظامی ملا نظام الدین محمد فرنگی محلی کے والد ماجد ملا قطب الدین شہید سہالوی (وفات ۱۱۰۳ھ / ۱۶۹۲ء) کے مرشد یہی قاضی گھاسی تھے جو حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادیؒ کے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بتوسط سلسلہ حضرت شیخ مخدوم احمد عبدالحق ردولویؒ (متوفی ۸۳۶ھ مطابق ۱۴۳۵ء) خلیفہ تھے۔

جب قاضی زیادہ چلا گیا تو شیخ نے (شیخ محب اللہ الہ آبادی نے) اپنے مریدوں سے فرمایا کہ میرا حج ہو گیا۔ جمعہ کے روز شیخ الہ آبادی، نماز کے لیے جامع مسجد گئے۔ چونکہ عالم بھی تھے اور بزرگ بھی، نمازی ان کے گرد جمع ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا، میرا ایک بہت عمدہ اور پسندیدہ مکان لب دریا ہے مگر اس میں آسیب، جن کا اثر ہے۔ اگر آپ اس میں رہنا پسند فرمائیں تو مجھے منظور ہے۔ شیخ نے اس مکان میں رہنا پسند فرمالیا اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ اور وہیں انتقال فرمایا۔ ص۳۹۷-۳۹۸

مجدد صاحب "فقیر (جامع ملفوظ خواجہ حسن) چند روز سے بخار کے مرض میں مبتلا تھا، اس لیے جناب پیر دستگیر مرشد بے نظیر عیسیٰ دم حرکتِ قدم کے ذریعہ اپنے مریض کو شفا بخشنے تشریف لائے۔ ایک بزرگ بھی جو مجذوب صفت تھے عیادت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ انھوں نے شیخ احمد سرہندی (مجدد صاحب الف ثانی) کی برائی شروع کر دی، اور کہا "سننے میں آیا ہے کہ اس نے (مجدد صاحب نے) نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور کچھ لوچ اور لایعنی کلمات اپنی تصنیفات میں اس نے لکھے ہیں"۔ خواجہ مودودی نے فرمایا "ایسا نہیں کہنا چاہیے، وہ (شیخ احمد سرہندی) عارف زماں اور عالم دوراں تھے۔ بڑی مدت کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں" اس بزرگ نے کہا: "وہ نقشبندی تھے؟" خواجہ نے فرمایا "ہاں" اس نے کہا "خواجہ محمد باقی (باقی باللہ) بھی نقشبندی تھے؟" فرمایا "ہاں، اور آنجناب یعنی شیخ مجدد، خواجہ محمد باقی کے مرید تھے اور خواجہ محمد باقی فرمایا کرتے تھے کہ آج زیر فلک، میاں شیخ احمد کا ایسا کوئی اور نظر نہیں آتا۔ قدما میں بھی دو تین ہی ان کے مثل نظر آتے ہیں"۔ اسی دوران میں نواب صاحب محب بدل وجاں نواب محبت خاں بہادر، اپنے بھائی نواب محمد خاں اور بہت سے لوگوں کے ساتھ یہ خبر سن کر کہ حضرت تشریف لائے ہیں دوڑے ہوئے آئے۔" ص۳۹۸-۳۹۹

میاں شاہ ولی اللہ دہلوی "مولوی اولوی محمد الطاف رسول نے جو نواب صاحب محب بدل وجاں فخر امرایان نواب محبت خان سلمہ اللہ الرحمن کے رفقا میں ہیں۔ زبدۃ العرفاء (خواجہ مودودی) کی خصوصی طور پر دعوت کی۔ مولوی صاحب کے گھر ملے اور ان کی ہمشیرہ

بھی مریدوں میں شامل ہیں۔ آنجناب (خواجہ سید علی اکبر مودودی) نماز جمعہ کے بعد تشریف فرما ہوئے تھے (غالباً اجودھیا سے تشریف لائے تھے۔ مولوی الطاف رسول کے یہاں دعوت میں شرکت کے لئے) سب سے پہلے غریب خانہ میں رونق افروز ہوئے۔ فقیر (جامع ملفوظ خواجہ حسن) کو گھر پر موجود نہ پایا۔ فقیر کا حال احوال دریافت فرما کر اور تھوڑی دیر تک کر دعوت کرنے والے کی محفل میں (تشریف لے جا کر) جلوہ فرما ہوئے۔ مغرب کے وقت، جب میں گھر واپس آیا تو معلوم ہوا کہ جناب زبدۃ العرفا ر تشریف فرما ہوئے تھے اور مغرب سے کچھ قبل مولوی صاحب کے مکان میں فقیر کو یاد فرمایا تھا۔ فوراً وہاں پہنچ کر دولت قدم بوسی سے ممتاز ہوا۔ پھر نماز مغرب میں مشغول ہو گیا۔ نماز مغرب اور صلوۃ اوابین سے فارغ ہو کر محفل میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ نواب صاحب محب الفقرا نواب محبت خاں بہادر اپنے چھوٹے بھائی نواب محمد عمر خاں (سلمہما اللہ) کے ساتھ اور دوسرے بہت سے لوگ حاضر ہیں اور گفتگو یہ ہو رہی ہے کہ علمائے بریلی آنجناب سے مستفیض ہونے کے سلسلے میں جب حاضر خدمت ہوئے، (بریلی میں، جہاں خواجہ مودودی کے پیر و مرشد کا مزار ہے جس کی زیارت کو خواجہ جاتے رہتے تھے) تو کیا کیا تبادلہ خیال ہوا تھا۔ فرمایا "وہاں (بریلی) کے لوگ عموماً حدیث کی قسموں صحیح حسن اور ضعیف اور ان کے متعلقات کے بارے میں استفسارات کرتے تھے یا پھر تفسیر و فقہ کے بارے میں۔ فقیر (خواجہ مودودی) کو جو کچھ معلوم ہوتا بیان کر دیا کرتا تھا۔ ایک روز مجمع الفضائل مفتی محمد عوض سلمہ اللہ، اخوند عبد الاحد اور اخوند سید عبد الکریم بھی موجود تھے اور اقسام حدیث کے موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی۔ جو جس کے جی میں آتا پوچھتا اور جو میری رائے ناقص میں ہوتا بیان کر دیتا تھا۔ نماز عصر کے بعد فقیر (خواجہ مودودی) نے کہا "اگر اجازت دیجئے تو آپ لوگوں سے فقیر بھی حدیث یا تفسیر کے موضوع پر کچھ استفسار کرے"۔ سب لوگوں نے (مفتی محمد عوض وغیرہ نے) کہا "ضرور" میں نے کہا "صحیح بخاری میں ہے کہ ایک صاحب (صحابی) کی ایک لونڈی تھی جس کو وہ سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں لائے۔ آپ نے

اس سے پوچھا" این اللہ " (اللہ کہاں ہے ؟) اس نے اشارے سے بتایا کہ آسمان میں ہے آپ نے اس کے مالک سے فرمایا کہ "اعتقہا انہا مومنة" (اس کو آزاد کر دو یہ مومنہ ہے) علمائے اہل حدیث اس کا کیا مطلب فرماتے ہیں؟ اخوند عبدالاحد نے جو فن حدیث میں بڑی مہارت رکھتے ہیں کیوں کہ وہ میاں شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں کہا" لونڈی کے اشارے کا مطلب ، زمین کے معبودوں کی نفی و انکار ہے اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار ہے یہ اس لئے کہ اس زمانے میں اہل عرب بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے ،، میں نے کہا " اول تو قرآن کی آیت " ھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ " (وہ ذات باری تعالیٰ آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے) آپ کے بیان کردہ مطلب کی تردید کرتی ہے پھر یہ کہ اس زمانہ میں بہت سے لوگ سورج ستاروں اور فرشتوں وغیرہ کی پرستش میں منہمک رہتے تھے (تو آسمان کی طرف اشارے سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات کیسے صحیح ہوا) اس کے علاوہ فقیر کا سوال اس پہلو سے نہیں ہے، پوچھنے کا مقصود یہ ہے کہ آں سرور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں اینیت (مکانیت) کا سوال فرمایا تھا ۔ لونڈی نے اپنے جواب میں اس کی سمت کو بتایا اور جناب مقدس آں سرور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کے ایمان کی توثیق فرمائی اور مومنہ مان لیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے لئے مکانیت ثابت نہیں ہے ۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے ۔ عقائد کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مکانیت اور جہت وسمت سے منزہ اور مبرا ماننا لازم کیا گیا ہے ـــــ اسی طرح صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ ایک صاحب (صحابی) نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا تھا کہ این کان ربنا قبل ان یخلق الخلق (مخلوقات یعنی زمین و آسمان و دیگر اشیاء کی تخلیق کے قبل ہمارا رب کہاں تھا یعنی کہاں رہتا تھا عرش و کرسی کے خلق ہونے سے بھی پہلے) آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ نے اس سوال کی نفی نہیں فرمائی - (حالانکہ اس میں ذات باری تعالیٰ کے لئے مکانیت کو پوچھا گیا تھا) اور جواب ارشاد فرمایا " کان فی عماء ما فوقه هواءٌ وما تحته هواءٌ " (وہاں تھا جس کے اوپر بھی ہوا تھی جس کے

نیچے بھی ہوا تھی یعنی کچھ نہ تھا سوائے خلاء کے) اس حدیث میں بھی اینیت کا دعویٰ پوچھنے والے نے کیا ہے اور رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی نفی نہیں فرمائی اور ظرفیت کی نسبت بھی اس کی طرف فرمائی۔ بظاہر اس حدیث میں سوال اور جواب ایک دوسرے کے مطابق نہیں ہے اس لئے کہ سوال مطلق خلق سے ہے اور جواب، وجود عماء (بادل) پر متضمن ہے تو عماء خلق میں داخل نہ ہوا، اور اگر ایسا ہی ہے تو عماء عین حق ہوا ایسی صورت میں "حق" میں کثرت کا پہلو پیدا ہو گیا اور اگر عین حق نہیں ہے تو غیر حق ہوگا ایسی صورت میں تعدد قدماء لازم آیا۔ فاضلوں کا گروہ جس میں مفتی محمد عیوض بھی شامل تھے حیرت میں پڑ گیا، ان حاضرین مجلس نے کہا "شبہ انتہائی قوی ہے اس کا حل کرنا لازم ہے" میں نے کہا "اخوند کو (اخوند عبدالاحد جو میاں شاہ ولی اللہ دہلوی کے شاگرد تھے) فن حدیث میں عبور اور کمال حاصل ہے وہی اس کا حل بتائیں" انھوں نے الحاح کے ساتھ کہا "آپ ہی کچھ فرمائیں کہ یہ شبہ رفع ہو جائے" اس گفتگو کے دوران میں نماز کا وقت آ گیا اور میں نماز کے لئے اٹھ گیا (اور محفل برخاست ہو گئی)...... یہاں تک زبدۃ العرفاء نے واقعہ بیان کر کے خاموشی اختیار فرمالی۔ فقیر (جامع ملفوظ خواجہ حسن) نے عرض کیا کہ "دونوں حدیثوں کے بارے میں شبہ کا جواب ارشاد فرمائیں" زبدۃ العرفاء نے فرمایا "یہ قاعدہ کلیہ یاد رکھنا چاہئے جس سے بہت سے شکوک و شبہات رفع ہو جاتے ہیں اور اخبار اور نصوص میں (روایتوں اور آیتوں میں) جو بظاہر متضاد نظر آتی ہیں مطابقت بھی اس سے پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے دو مرتبے (پہلو) ہیں ایک مرتبہ تقدس و تنزہ و تجرد..... دوسرا مرتبہ، ظہور در خارج، اب ہر وہ آیت اور ہر وہ حدیث جس میں ایسے اوصاف کا ذکر ہے جو عرفاً امکانی (نہ کہ وجوبی) ہیں تو وہ حق سبحانہ کے مرتبۂ ثانیہ یعنی مرتبۂ ظہور سے متعلق ہے اور جس آیت یا حدیث میں صفات کاملۂ الہیہ وجوبیہ کا ذکر ہے وہ مرتبۂ اوّل سے متعلق ہے......" صلہ ۳۶۶ - ۳۶۰

(باقی)